تقریر

تقریر بابت سیرت رسولؐ
وقت 5-7 منٹ

اَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (حضرت محمدؐ)

میں قیامت کے روز حمد کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہوں گا

(تقریر نمبر 15)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ (بنی اسرائیل:54)

جس دن وہ تمہیں بُلائے گا اور تم اس کی حمد کے ساتھ لبیک کہو گے۔

چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

معزز سامعین! مجھے آج آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے متعلق بتلائی ہوئی فضیلتوں میں سے ایک اور فضیلت پر روشنی ڈالنی ہے۔ جو یہ ہے۔ اَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ یعنی مَیں قیامت کے روز حمد کا جھنڈا اُٹھائے ہوئے ہوں گا۔

صحیح ترمذی کتاب المناقب میں حدیث نمبر 3616 کے تحت حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے جب اُن کے قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ اُن میں سے بعض نے کہا: کیا خوب! اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا۔ دوسرے نے کہا: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے زیادہ بڑی بات تو نہیں۔ ایک نے کہا: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ للہ اور روح اللہ ہیں۔ کسی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس تشریف لائے۔ سلام کیا اور فرمایا: مَیں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا اظہارِ تعجُّب سنا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں۔ بیشک وہ ایسے ہی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نجی اللہ ہیں۔ بیشک وہ اسی طرح ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں۔ واقعی وہ اسی طرح ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ وہ بھی یقیناً ایسے ہی (شرف والے) ہیں۔ سن لو! مَیں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ **مَیں قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں** اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ قیامت کے دن سب سے پہلا شفاعت کرنے والا بھی مَیں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹانے والا بھی مَیں ہی ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے لئے اِسے کھولے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا۔ میرے ساتھ فقیر وغریب مومن ہوں گے اور مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔ مَیں اولین و آخرین میں اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ عزت والا ہوں لیکن مجھے اس بات پر کوئی فخر نہیں۔

الدارمی کی روایت کے مطابق اِس فخر اور فضیلت کے الفاظ یوں ہے

وَمَعِيَ لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(الدارمی الرقم:54)

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔

اِسی طرح ایک روایت میں ذرا تبدیلی کے ساتھ

وَبِيَدِي لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي

(ترمذی کتاب التفسیر الرقم:3148)

کہ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا مجھے اس فضیلت پر کوئی فخر نہیں اور حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء اُس دن میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور مجھے اِس پر کوئی فخر نہیں۔

سامعین!اس فخر اور فضیلت کا ایک اور مقام پر یوں بیان ہے:

حضرت عبد للہ بن عباس رضی للہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء کرام اور تمام اہل آسمان پر فضیلت بخشی ہے۔ تولوگوں نے عرض کیا: اے ابن عباس! اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل آسمان پر کیسے فضیلت دی؟ انہوں نے فرمایا: بیشک للہ تعالیٰ نے اہل آسمان کے لئے فرمایا: ”اور ان میں سے کون ہے جو کہہ دے کہ مَیں اس (للہ) کے سوا معبود ہوں سو ہم اسی کو دوزخ کی سزا دیں گے، اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔“ اور اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا: ”(اے حبیبِ مکرم!) بیشک ہم نے آپ کے لئے (اسلام کی) روشن فتح (اور غلبہ) کا فیصلہ فرما دیا۔ (اس لئے کہ آپ کی عظیم جدوجہد کامیابی کے ساتھ مکمل ہو جائے تا کہ آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ کی امت (کے ان تمام افراد) کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔“ لوگوں نے عرض کیا: آپؐ کی انبیاء کرام پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا: للہ تعالیٰ نے فرمایا: ”ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان کے ساتھ۔“ اور اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا: ”اور (اے حبیبِ مکرم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر اس طرح کہ (آپ) پوری انسانیت کے لئے خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔“ سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام جنات و انسانوں کے لئے رسول بنایا۔

(الدارمی فی السنن، 1/38، الرقم:46)

سامعین! لِوَاءٌ عربی لغت کا لفظ ہے۔ جس کے معانی جھنڈے یا پرچم کے ہیں۔ یہ ایک علامت کے طور پر لہرایا جاتا ہے اور قوموں کی زندگی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم مختلف جنگوں اور مہمّات میں لشکر کے سربراہ کو جھنڈا دیا کرتے تھے۔ جس کی عزّت و احترام ہر کسی پر لازم ہوتا تھا۔ قوموں کی فتح و شکست میں جھنڈے کا بہت کردار ہوتا ہے اور اس کی سربلندی کے لئے قوموں نے جنگیں لڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی خصوصیات اور فضائل عنایت فرمائے ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے رب کے ہاں اونچے درجے اور دنیا و آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند شان کا پتہ چلتا ہے، ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ”لوائے حمد“ یعنی تعریف و ستائش کا جھنڈا عطا ہو گا۔ قیامت کا روز بھی ایک اہم دن ہے جس میں جنت والے حصہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک عَلَم ہو گا جو حَمد کا عَلَم کہلائے گا۔ یعنی خدا تعالیٰ کی حقیقی تعریف کا عَلَم۔ یہ جھنڈا خاص طور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے عنایت ہو گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی ایسی خوبیاں بیان کر کے حمد کریں گے کہ کسی اور نے ایسی حمد نہیں کی ہو گی۔ ”لواء“ کے معنی کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ: اس سے مراد معنوی جھنڈا ہے یعنی اس سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں اور تمام امتوں کے قائد ہوں گے۔ چنانچہ ”لواء“ یہاں شہرت کا معنی دے رہا ہے اور یہ کہ اس دن صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز حاصل ہو گا کہ آپؐ تمام لوگوں کے سامنے اللہ کی حمد بیان کریں گے۔ کیونکہ عربوں کے نزدیک جھنڈا ہوتا ہی شہرت کے لیے ہے اور اس کے بنائے جانے کا حقیقی مقصد ہی یہی ہے۔ اس کے مظاہر میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعتِ عُظمیٰ حاصل ہو گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت جنت میں سب سے پہلے داخل ہو گی۔

اِس روز تمام جنّتی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تحمید و تذکیر الٰہی کثرت سے کر رہے ہوں گے۔ حتّٰی کہ دیگر تمام انبیاء بھی آپؐ کے اِس حمد والے عَلَم کے نیچے جمع ہو کر حمدِ الٰہی کریں گے۔ کیونکہ تمام انبیاء کا مشن تو ایک ہی ہے کہ اللہ کا نام بلند ہو اور کثرت کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اکبر، سبحان اللہ والحمد للہ کی صدائیں بلند ہوں۔ بالخصوص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو آئے ہی اللہ کے نام کی سربلندی کے لئے تھے۔ شاید اِسی لئے اللہ تعالیٰ نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ لگایا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض گزار ہوئے کہ اے اللہ! اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا تو مَیں (تیرے محبوب)

محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے معاف فرمادے) تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی۔ محمد مصطفی کون ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: اے مولا! تیرا نام پاک ہے! جب تو نے مجھے پیدا کیا تو مَیں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اٹھایا وہاں مَیں نے ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' لکھا ہوا دیکھا لہٰذا مَیں جان گیا کہ یہ ضرور کوئی بڑی ہستی ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے پس اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: ''اے آدم! وہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تیری نسل میں سے آخری نبی ہیں اور ان کی امت بھی تیری نسل کی آخری امت ہو گی اور اگر وہ نہ ہوتے تو مَیں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔''

(الطبرانی فی المعجم الصغیر 2/182 الرقم:992)

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حمدِ الٰہی اِس حد تک پسند تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر جو کتاب اُتاری اُس کا آغاز ہی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ کہہ کر کیا گیا۔ اس میں یہ سبق پنہاں ہے کہ اصل حمد اللہ تعالیٰ کی اب اسلام کے آنے کے بعد شروع ہو گی۔ تعریف کے لئے ثناء کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ مدح کا بھی استعمال ہے لیکن حمد کو دوسرے الفاظ پر افضلیت حاصل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنے محامد اور ثناء کے معارف اس طور پر کھولتا ہے کہ مجھ سے قبل کسی اور شخص پر اِس طرح نہیں کھولے گئے۔

(بخاری کتاب التفسیر)

پھر فرمایا کہ ہر قابل قدر گفتگو اور تقریر اگر خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بغیر شروع کی جائے تو وہ برکت سے خالی اور بے اثر ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر وہ کام جو حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔

(حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر:20)

اِس لئے خطبہ جمعہ، خطبہ عیدین سے قبل الحمد شریف پڑھی جاتی ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام، اُس کا ذکر پیار بھرے انداز میں کرنا۔ اُس کا شکر ادا کرتے رہنا، حمد الٰہی میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کہنے میں برکت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ننانوے صفات ہیں جو شخص ان صفات کو خوب اچھی طرح یاد کر کے مستحضر رکھتا ہے وہ جنتی ہے۔

(ترمذی کتاب الدعاء)

اِسی لئے کہا جاتا ہے کہ جو دُعا آپ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرنا چاہتے ہیں اُس مناسبت سے اللہ تعالیٰ کی صفت کو یاد کر کے دُعا کی جائے تو وہ جلد قبولیت کا درجہ پاتی ہے۔ جیسے مشکلات کی دُوری کے لئے اے مشکل کشا! خدا کہہ کر دُعا مانگنی چاہیے۔ اِس لیے ایسی آیات جن میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو کا ورد کرتے رہنے میں برکت ہے۔ آیت الکرسی، سورۃ الاخلاص وغیرہ بھی حمد الٰہی میں شامل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی (کسی کو) مارے تو چہرے سے بچے کیونکہ اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ (یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور اس میں یہ استعداد ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ظلّی طور پر اپنا سکے)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ سورۃ نصر نازل ہونے کے بعد جب بھی آپؐ نماز پڑھتے تو اس میں بکثرت یہ دعا مانگتے۔ اے ہمارے پروردگار! تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں، اے میرے اللہ! تو مجھے بخش دے۔

(صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ نصر)

پس ''لوائے حمد'' سے مراد یہ ہے کہ حمد و ثناء آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہچان ہے اور ہر احمدی مسلمان کی بھی ہونی چاہیے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تسبیحات کرنے کی تاکید فرمار کھی ہے اس پر عمل ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جھنڈے کے ادب و احترام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا کہ

''قوموں میں جھنڈے کا بڑا ادب اور احترام کیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ دشمن سے اس کا جھنڈا چھیننے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور بعض دفعہ اپنا جھنڈا بچانے کے لیے بڑی بڑی قربانیاں کی جاتی ہیں اور یہ شرک نہیں ہوتا بلکہ جیسے باپ کے سامنے اس کے بیٹے کا اوپر بیٹھنا سب لوگ ناجائز سمجھتے ہیں اس لیے کہ اس طرح تمثیلی زبان

میں باپ کی ہتک ہوتی ہے۔ اسی طرح تمثیلی زبان میں چونکہ قوم کا جھنڈا چھینے جانے کے معنے اس کی عزت و آبرو کے خاک میں مل جانے کے ہیں اس لیے قومیں اپنی جانیں قربان کر دیتی ہیں مگر یہ برداشت نہیں کر سکتیں کہ ان کا جھنڈا دشمن کے قبضہ میں چلا جائے" اس لیے لوائے احمدیت، خدام الاحمدیہ وغیرہ نے بھی اپنے جھنڈوں کی حفاظت کے لیے قاعدہ بنایا ہے کہ حفاظت کے لیے خدام مقرر ہوں۔ بہرحال آپ لکھتے ہیں کہ..."جب کسی قوم کے افراد کے دلوں میں اس کے جھنڈے کی عظمت قائم کر دی جاتی ہے تو وہ انہیں اس بات کے لیے تیار کر دیتی ہے کہ اگر اپنے جھنڈے کی حفاظت کے لیے انہیں اپنی جانیں بھی قربان کرنی پڑیں تو بلا دریغ جانیں قربان کر دیں کیونکہ اس وقت تھوڑی سی لکڑی اور کپڑے کا سوال نہیں ہوتا بلکہ قوم کی عزت کا سوال ہوتا ہے جو تمثیلی زبان میں ایک جھنڈے کی صورت میں ان کے سامنے موجود ہوتا ہے۔" آپؓ نے لکھا ہے کہ "مَیں نے کئی دفعہ پہلے بھی بیان کیا ہے کہ ہمیں صحابہؓ میں بھی اس قسم کی مثال نظر آتی ہے۔ ایک جنگ میں ایک مسلمان افسر کے پاس اسلامی جھنڈا تھا وہ لوگ شاندار جھنڈے نہیں بنایا کرتے تھے بلکہ ایک معمولی سی لکڑی پر کالا کپڑا باندھ لیتے تھے مگر چاہے وہ کالا کپڑا ہوتا، چاہے اس جھنڈے کی معمولی لکڑی ہوتی، اس وقت سوال قوم کی عزت کا ہوا کرتا تھا۔ یہ نہیں دیکھا جاتا تھا کہ جھنڈا قیمتی ہے یا معمولی بلکہ وہاں صرف اس بات کو ملحوظ رکھا جاتا تھا کہ قوم کی عزت اس بات میں ہے کہ اس جھنڈے کی حفاظت کی جائے۔ بہرحال اس لڑائی میں عیسائیوں نے جن کے خلاف جنگ ہو رہی تھی خاص طور پر اس جگہ حملہ کیا جہاں مسلمانوں کا جھنڈا تھا۔ حضرت جعفرؓ کے پاس یہ جھنڈا تھا اور یہ جنگ جنگِ موتہ تھی۔ انہوں نے جب حملہ کیا تو حضرت جعفرؓ کا ایک ہاتھ کٹ گیا، انہوں نے جھٹ اس جھنڈے کو دوسرے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ جب دشمن نے دیکھا کہ جھنڈا پھر بھی نیچا نہیں ہوا تو اس نے دوبارہ حملہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا وہ دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا جس میں انہوں نے جھنڈا تھاما ہوا تھا۔ انہوں نے فوراً جھنڈے کو دونوں لاتوں سے پکڑ لیا" یہ بھی روایت میں آتا ہے۔ "چونکہ لاتوں سے زیادہ دیر تک جھنڈا پکڑا نہیں جا سکتا تھا اس لیے انہوں نے زور سے آواز دی کہ کوئی مسلمان آگے آئے اور اس جھنڈے کو پکڑے اور انہوں نے کہا مسلمانو! دیکھنا اسلام کا جھنڈا نیچا نہ ہو۔ اب تھا وہ کپڑے کا یا معمولی لکڑی کا جھنڈا مگر اس کا نام انہوں نے اسلام کا جھنڈا رکھا کہ گو ہے تو وہ لکڑی کا، ہے تو وہ معمولی سے کپڑے کا مگر بہرحال اسلام کا جھنڈا ہے اس لیے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ چنانچہ ایک اور افسر نے آگے بڑھ کر اس جھنڈے کو پکڑ لیا۔ میرا خیال ہے" اپنا خیال ظاہر کر رہے ہیں "کہ غالباً وہ حضرت خالد بن ولید تھے" خالد بن ولید نہیں تھے ایک دوسرے صحابی نے پکڑا تھا جیسا کہ بیان ہوا ہے اور پھر وہ خالد بن ولید کو دیا گیا تھا۔

"تو دیکھو ایک کپڑے کی چیز ہے معمولی لکڑی کی چیز ہے اور اسلام کے نزدیک اس کپڑے یا لکڑی کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں مگر جس حد تک قومی اعزاز کا سوال ہے، اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ خالد بن ولید نے جنہوں نے وہ جھنڈا پکڑا کہا کہ یہ اسلام کا جھنڈا ہے۔ دیکھنا یہ گرنے نہ پائے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کی اس بات کو ناپسند نہیں کیا بلکہ بعض دفعہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی چیزوں کی عظمت قائم کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے کہ یہ جھنڈا کون شخص لے گا۔ چنانچہ بعض لڑائیوں میں آپ نے فرمایا کہ میں جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو اس کی عزت کو قائم کرے گا اور صحابہؓ ایک دوسرے سے بڑھ بڑھ کر اس جھنڈے کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ 23 اکتوبر 1942ء، خطبات محمود جلد 23 صفحہ 471-473)"

(خطبہ جمعہ 2 مئی 2025ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اصل حقیقت یہ ہے کہ سب نبیوں سے افضل وہ نبی ہے کہ جو دنیا کا مربّی اعظم ہے۔ یعنی وہ شخص کہ جس کے ہاتھ سے فساد اعظم دنیا کا اصلاح پذیر ہوا۔ جس نے توحید گم گشتہ اور ناپدید شدہ کو پھر زمین پر قائم کیا۔ جس نے تمام مذاہب باطلہ کو حجت اور دلیل سے مغلوب کر کے ہر یک گمراہ کے شبہات مٹائے جس نے ہر یک ملحد کے وسواس دور کئے اور سچا سامان نجات کا...... اصول حقہ کی تعلیم سے از سر نو عطا فرمایا۔ پس اس دلیل سے کہ اس کا فائدہ اور افاضہ سب سے زیادہ ہے اس کا درجہ اور رتبہ بھی سب سے زیادہ ہے۔ اب تواریخ بتلاتی ہے۔ کتاب آسمانی شاہد ہے اور جن کی آنکھیں ہیں وہ آپ بھی دیکھتے ہیں کہ وہ نبی جو بموجب اس قاعدہ کے سب نبیوں سے افضل ٹھہرتا ہے وہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"

(براہین احمدیہ ہر چہار حصص، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 97 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مقام جس کو قائم کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنے کے لئے آپؐ پیدا ہوئے تھے۔ ایک اعلیٰ انسان اور عبد رحمن کا مقام جو کسی کو ملا وہ سب سے اعلیٰ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اور بندے کی پہچان اپنی ذات کی پہچان اور خدا تعالیٰ کی ذات کی پہچان کرانے کے لئے

آپ مبعوث ہوئے تھے۔ توحید کے قیام کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اور ساری زندگی اسی میں آپؐ نے گزاری اور یہی آپ کی خواہش تھی کہ دنیا کا ہر فرد ہر شخص اس توحید پر قائم ہو جائے اور اس زمانے میں بھی آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی پہچان اس تعلیم کی رو سے ہمیں کروائی۔ پس ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں خدائے واحد کی عبادت اور اس کے نام کی غیرت کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تبھی ہم حقیقت میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا کلمہ پڑھنے والے کہلا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 4 فروری 2005ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿